عہدِ مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظر میں

(۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء) قسط (۱)

ڈاکٹر محمد عمر شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

سر تھومس رو (۱۶۱۵ء۔۱۶۱۹ء)

سوانح عمری: ۱۵۸۰ء یا ۱۵۸۱ء میں تھومس رو کی لیٹن میں ولادت ہوئی تھی۔ وہ رابرٹ رو کا بیٹا تھا اور سر تھومس رو کا پوتا۔ کم سنی ہی میں اس کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ مشہور برکلے خاندان میں اس کی ماں نے دوسری شادی کرلی تھی۔ آکسفورڈ کے مگاڈلین کالج میں اس نے ۱۵۹۳ء میں داخلہ لیا تھا۔ ملکہ الزبتھ کے محافظ دستے کا اسے ایک اعلیٰ افسر بنادیا گیا تھا اور دو سال بعد اس کے جانشین نے اسے نائٹ کا منصب عطا کیا تھا۔ ۱۶۱۴ء کی اڈلڈ پارلیمنٹ میں ٹوم ورتھ کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے وہ شریک ہوا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں نے اس کا انتخاب مغل بادشاہوں کے دربار میں بحیثیت ایک سفیر بھیجنے کے لئے کیا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کمپنی اس کے تمام اخراجات برداشت کرے گی۔ اس پر سخت پابندیاں عائد کردی گئی تھیں کہ "بذاتِ خود وہ نجی تجارت سے الگ تھلگ رہے گا، حتی الوسع دوسروں کو بھی اس کام سے روکے گا اور کمپنی کے گماشتوں کے تجارتی سامان کے معاملے میں بھی مداخلت کرنے سے خود کو باز رکھے گا۔"

جیمس کی طرف سے اسے ایک تعارفی خط بھی دیا گیا۔ ۲ فروری ۱۶۱۳ء کو تلبری ہوپ سے لوئن نامی بحری جہاز پر سوار ہوکر وہ ہندوستان کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۸ ستمبر ۱۶۱۵ء کو اس کا جہاز سویلی ہول نامی بندرگاہ میں لگا۔ ۲۳ دسمبر ۱۶۱۵ء کو وہ اجمیر پہونچا۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کو وہ دربار میں حاضر ہوا۔

اسی سال ماہِ نومبر میں جہانگیر نے اجمیر سے کوچ کیا اور رو اس کے پیچھے پیچھے منڈو پہونچا۔ وہاں اسے ایک ویران مسجد میں قیام کے لئے جگہ ملی۔ اکتوبر ۱۶۱۷ء میں شہنشاہ نے احمدآباد کے لئے کوچ کیا اور دربار کے ساتھ رو وہاں پہونچا (۱۵ دسمبر) کو وہ شہر میں پہلے ہی پہونچ گیا۔ فروری ۱۶۱۸ء میں بادشاہ شکار کھیلنے گیا جس کی وجہ سے رو کو سرسری نظر سے برہانپور دیکھنے کا موقع مل گیا۔ ماہ مئی کے شروع میں وہ احمدآباد واپس آگیا اور وہاں اسے معلوم ہوا کہ پورے زوروں پر وبا پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے سارے رفقاء کار اس بیماری کے زد میں آگئے تھے۔ ان میں سے سات افراد مر بھی گئے۔ ماہ اگست میں بادشاہ نے دارالخلافہ کے لئے واپسی کی تیاری کی۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ دارالخلافہ میں اس کا قیام بے سود ثابت ہوگا۔ رو نے واپس جانے کی اجازت مانگی جو منظور کرلی گئی۔ بادشاہ کی طرف سے جیمس بادشاہ کے نام ایک خط اسے دیا گیا۔ اسے ایک فرمان دیا گیا کہ" شاہ مغلیہ کی مملکت میں انگریزوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا اور ان کے یہاں برابر آنے جانے پر کوئی پابندی نہ ہوگی "۔ ۱۷ فروری ۱۶۱۹ء کو رو ہندوستانی ساحل سے واپسی کے لئے روانہ ہوا۔

ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران رو نے اپنے عہدے کی عظمت کو برقرار رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ اور اکثر و بیشتر اس بات پر زور دیا کہ اس کے ساتھ ایک فرد کی حیثیت سے برتاؤ ہونا چاہیئے۔

رو انگلستان واپس آیا اور کچھ دنوں پارلیمنٹ میں شرکت کی لیکن دوبارہ اسے باب عالی (ترکی حکومت) کی خدمت میں ایک خاص مقصد سے بھیجا گیا۔ ماہِ جنوری ۱۶۳۹ء میں اسے گارٹر کے اعزازی سلسلے کے چانسلر کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ ماہِ جون ۱۶۴۰ء میں شیران شاہی کی رکنیت کی اسے حلف دلوائی گئی۔ آکسفورڈ کی طرف سے بحیثیت ایک رکن اس نے پارلیمنٹ میں شرکت کی۔ بعد ازیں ایک سفیر کی حیثیت سے وہ جرمنی گیا (۱۶۴۱ء) وہاں سے وہ واپس آیا اور ماہِ جولائی ۱۶۵۳ء میں ہاؤس آف کومنس (لوک سبھا) سے ہٹ چلے جانے کی اجازت مانگی۔ غالباً وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اور وُڈ فورڈ کے گرجے میں غیر رسمی طور پر اسے دفن کردیا گیا (ماہ نومبر ۱۶۴۴ء)

ہکلیٹ سوسائٹی نے اس کے سفر نامے کو دو جلدوں میں شائع کر دیا ہے جس کی تدوین
یم فورسٹر نے کی تھی۔

(۱) شہر اور قصبات جو اس نے دیکھے تھے

چتوڑ:

رو نے چتوڑ کا قلعہ دیکھا تھا۔ اس نے اس قلعے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے "ایک
پہاڑی پر ویران اور برباد ایک شہر ہے لیکن پھر بھی وہ تعجب خیز ایک مقبرہ معلوم ہوتا ہے"

سورت:

سورت میں محصول خانہ کو "الفنڈیگا" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ہر چیز کی وہاں
جانچ ہوتی تھی۔ کبھی کبھی وہاں کا گورنر وہاں خود جاتا اور معائنہ کرتا۔ سورت میں ایک سبزہ زار
میدان بھی تھا جہاں گورنر اور اس کے ساتھی شکار اور پولو کھیلا کرتے تھے۔ یہاں وہ پیچھے کی
طرف "ایک چھڑ کے اوپر رکھے ہوئے شتر مرغ کے انڈے کے خول پر یا میدان میں بنے
ہوئے ایک نقطے پر تیر و کمان چلا کر اپنی دسترس دکھایا کرتے تھے۔ اپنی بندوقوں سے وہ
لوگ اس چال کو دہراتے تھے۔ وہ لوگ اپنے شکار کا روپ بھر کر نیزوں سے اس کا شکار کرتے
تھے۔

(۲) بادشاہ۔ ذاتی حالات

انگریزی سواری گاڑی اور تلوار سے جہانگیر کی دلچسپی:

تھومس رو نے بادشاہ کی خدمت میں جو تحفے پیش کئے تھے ان میں انگریزی ایک سواری
گاڑی بھی شامل تھی۔ اس گاڑی کو دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا تھا۔ یہاں تک کہ رات کو وہ اس پر
سوار ہوا تھا اور رو کے دو تین آدمیوں سے اس نے یہ کہا کہ "تھوڑی دور وہ اسے کھینچ کر لے
جائیں"۔ اسی طرح وہ انگریزی تلوار کا بھی گرویدہ ہو گیا تھا۔ اس نے رو سے یہ کہا کہ وہ ایک

ایسا آدمی بھیج دے جو انگریزی طرز پر اس کے اسکارف (رومال) اور تلوار باندھ دے۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور بڑے فخریہ انداز میں پینترے بدلتے اور تلوار کھینچتے ہوئے وہ اوپر نیچے چڑھتا اور اترتا رہتا تھا۔ عوام میں وہ ہمیشہ اس تلوار کو لٹکا کر نکلتا تھا۔

شراب کی طرف جہانگیر کی رغبت!

روؔ نے لکھا ہے کہ جہانگیر سُرخ شراب پینے کا بے حد دلدادہ تھا۔ اپنا جشنِ ولادت منانے کے موقع پر (۱۲ ستمبر ۱۶۱۶ء) اس نے روؔ کو کہلا بھیجا جو وہاں موجود تھا کہ وہ اگر شراب نوش کرے۔ اس کے بعد اس نے اس کے لئے تھوڑی سی شراب بھیجی۔ وہ شراب اتنی سخت تھی کہ روؔ کو چھینکیں آنے لگیں۔ اس انگریز آدمی کے لئے وہ شراب ایک پیالے میں لائی گئی تھی جس پر یاقوت اور رسان کے چھوٹے پتھر جڑے ہوئے تھے۔ اس پیالے کے غلاف پر بھی یاقوت، فیروزہ اور زمرد ٹکے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے جب اسے چھینکتے ہوئے دیکھا تو اس نے "سونے کی ایک تشتری" میں روؔ کے لئے تریاق بھیجی۔ وہ سب چیزیں اسے دیدی گئیں۔

لطف وکرم کی علامت کے طور پر شکاری جانور بھیجنا!

اگر بادشاہ کسی کو شکار کیا ہوا جانور بھیجتا تو اس کو بڑے لطف وکرم کی بات سمجھی جاتی۔ ایک مرتبہ جہانگیر شکار کھیلنے گیا اور اس نے اپنے ہاتھوں شکار کردہ ایک سور روؔ کو بھیجا۔ دوسرے ایک موقع پر اس نے موٹا ایک جنگلی سور مارا اور روؔ کو بھیج کر اسے اس بات پر خوشی منانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے روؔ کو ایک جنگلی سور بھیجا۔ ایک بار شکار کھیل کر واپسی کے بعد روؔ اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دیکھا کہ جہانگیر کے سامنے شکار کردہ جانور پڑے ہوئے ہیں جن میں بہت سی مچھلیاں اور شکاری پرندے شامل تھے۔ بادشاہ نے روؔ کو حکم دیا کہ وہ بذات خود اپنے حصے کا انتخاب کرلے اور بقیہ کو اس نے اپنے امیروں میں تقسیم کر دیا۔

جھروکہ درشن! دو "چوکیوں" پر پروں کے پنکھے لئے ہوئے دو خواجہ سرا کھڑے بادشاہ

پنکھے جھل رہے تھے۔ اسے بہت سے تحفے پیش کئے جا رہے تھے اور وہ بہت سے عطیے دے رہا
تھا۔ ان چیزوں کو جو وہ دے رہا تھا انھیں حلقے دار ایک آنے میں لپیٹ کر ریشمی ایک ڈوری کے
ذریعہ نیچے کر دیا جاتا تھا۔ جو چیزیں اسے پیش کی جاتی تھیں انھیں ایک بوڑھی خادمہ یکجا کر کے دوسرے
ایک طریقے سے ایک سوراخ سے اوپر کھینچ لیتی تھی۔

شاہی بیگمات کی ایک جھلک:

رو خوش نصیب تھا کہ اُسے جھروکے میں شاہی حرم کی بیگمات کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع مل گیا اس واقعہ کو وہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ "کھڑکی کی ایک سمت اس کی دو خاص بیگمات بیٹھی ہوئی تھیں۔ مجھے دیکھنے کی ان کی خواہشات نے سرکنڈے کے اس جنگلے میں جو ان کے سامنے تھا۔ چھوٹے چھوٹے سوراخ کرنے پر انھیں مجبور کر دیا۔ سب سے پہلے مجھے ان کی انگلیاں دکھائی دیں اور اس کے بعد وہ اپنے چہروں کو کبھی ادھر سے اور کبھی اُدھر سے دکھاتی تھیں۔ بعض مرتبہ ان کا پورا جسم نظر آجاتا۔ بلاشبہ ان کے کالے سفید بال بڑے خوشگوار انداز سے سجے ہوئے تھے لیکن اگر ان کی طرح کے میرے پاس الماس اور موتی ہوتے تو وہ انھیں دکھانے کے لئے کافی ہوتے۔ جب میں نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھتا تو وہ پیچھے ہٹ جاتیں اور وہ اتنی خوش تھیں کہ میرے خیال میں وہ مجھ پر ہنس رہی تھیں"۔

سفر کے موقع پر شاہی بیگمات!

(طویل ایک سفر کے موقع پر) شاہی محل کی مستورات شاندار طریقے پر سجے ہوئے پچاس ہاتھیوں پر سفر کرتی تھیں۔ ان میں سے تین ہاتھیوں پر طلائی ہودے ہوتے تھے اور ادھر اُدھر باہر دیکھنے کے لئے "طلائی تاروں کی جالیاں لگی ہوتی تھیں۔ نقرئی کپڑے کی ایک چھتری ان کے اوپر ہوتی تھی بالعموم دوران سفر میں ان کی سواری سواروں کے دستوں سے ایک میل پیچھے رہتی تھی۔

جہانگیر کے مذہبی عقائد!

رو نے لکھا ہے کہ " موجودہ بادشاہ ایک نئے تصور کی پیداوار ہونے کی وجہ سے اس کے

کبھی مختون نہ ہوئے تھے اور بلا کسی مذہبی تعلیمات کی اس کی نشوونما ہوئی تھی۔ اس لمحہ تک وہ کہ طرح کا ہے اور وہ ایک دہریہ ہے۔ بعض مرتبہ وہ ایک مسلمان ہونے کا اقرار کرے گا لیکن ہندوؤں کے ساتھ ہمیشہ ان کے رسوم اور تہوار مناتا ہے۔ وہ تمام مذاہب کو اچھا سمجھتا ہے لیکن وہ کسی ایک مذہب سے محبت نہیں کرتا بلکہ صرف اس سے جو تغیر پذیر ہو۔"

اسکی ظرافت!

ایک مرتبہ جہانگیر نے رَو سے کچھ انگریزی گھوڑے مہیا کرنے کے لئے کہا۔ اس سفیر نے یہ عذر کرتے ہوئے کہا کہ ایسی چیزوں کے لانے کے لئے راستہ بند تھا اور بحری راستے سے انھیں لانا بہت مشکل تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر وہ ۸ یا ۹ گھوڑے پانی کے ایک جہاز پر سوار کریں تو ان میں سے ایک تو بچ ہی سکتا تھا۔ قدرتی طور پر وہ لاغر اور کمزور ہو گا لیکن وہ اسے کھلا پلا کر موٹا کرے گا۔ دوسرے ایک موقع پر تفریح طبع کے لئے ٹہلتے ہوئے جہانگیر نے رَو کو کچھ باتیں کرنے کا حکم دیا۔ اس انگریز نے ایک ترجمان کی مانگ کی۔ بادشاہ نے یہ کہکر اس بات کو رد کر دیا کہ اسے ٹوٹی پھوٹی فارسی میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ رَو نے حکم کی تعمیل کی۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔

ایک سادھو سے اس کی ملاقات!

راجستھان میں واقع ٹوڈا نامی مقام پر جہانگیر کی ایک سادھو سے ملاقات کا رَو نے ذکر کیا ہے: میں نے بادشاہ کو اپنے تخت پر جلوہ افروز اور اس کے قدموں پر ایک فقیر کو بیٹھا ہوا دیکھا جو غریب ایک بے وقوف آدمی تھا اور اس کے سارے جسم پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان پیوند لگے ہوئے ایک نمدا کو اوڑھے ہوئے اس کی خدمت کر رہا تھا۔ وہ مفلوک الحال مصیبت زدہ سادھو چیتھڑا پہنے ہوئے تھا۔ اس کے سر پر پَروں کا تاج تھا اور جسم پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔

بادشاہ نے تقریباً ایک گھنٹے ایسی بڑی بے تکلفی اور لطف و کرم کا مظاہرہ کرتے ہوئے

فنگری جو ہسائی بادشاہوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔ وہ بھکاری بیٹھ گیا لیکن اس کے لڑکے نے بیٹھنے کی ہمت نہ کی۔ اس نے بطور نذر بادشاہ کو ایک روٹی پیش کی جسے کوئلے میں سینکا گیا تھا۔ اس پر راکھ لگی ہوئی تھی، وہ روٹی موٹے اناج کی بنی ہوئی تھی۔ اس روٹی کو بادشاہ نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور اس میں سے ایک ٹکڑا توڑا اور اس کو کھا لیا جس کا کھانا نفاست پسند منہ بڑی مشکل سے قبول کرے گا۔ اس کے بعد اس نے وہ چھتڑا اٹھایا، اس کو لپیٹ لیا اور اس غریب آدمی کی چھاتی پر رکھ دیا۔ بادشاہ نے سو روپے منگوائے اور اپنے ہاتھ سے بذاتِ خود اس کی جھولی میں ڈال دیئے۔ اور ان کے علاوہ جو گر پڑے انھیں اس کے لئے جمع کر لیا گیا۔ جب بادشاہ کے لئے خورد و نوش کی چیزیں لائی گئیں، تو جو چیز وہ کھانے کے لئے اٹھاتا اس میں سے توڑ کر آدھا وہ فقیر کو دیدیتا۔ بہت سی مذلتوں اور مہربانیوں کے بعد وہ اٹھا، اس مصیبت زدہ بوڑھے کو، جو چست اور پھرتیلا نہ تھا، اپنی باہوں میں اٹھا لیا، جسے کوئی صاف ستھرا انسان نہ اٹھاتا، اس سے بغلگیر ہوا اور اس کے سینے پر تین مرتبہ اپنا سر رکھا اسے بحیثیت ایک باپ کے مخاطب کیا، وہ ہم سب کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور میں ایک ملحد بادشاہ میں ایسے اوصاف حمیدہ کی تعریف کرتا رہا۔"

بادشاہ کا کسی کو کچھ دینا عطیہ سمجھا جاتا تھا!

جب بادشاہ کسی کو کوئی چیز عطا کرتا تھا تو پانے والے سے اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ وہ گھٹنے کے بل بیٹھ کر اور سجدہ کر کے وہ چیز قبول کرے۔ جب آصف خاں نے روؔ کے معاملے کی پیروی کی اور اس کی شکایتوں کی سماعت کی گئی تو بادشاہ نے اس تشتری میں سے جس میں سے وہ خود کھا رہا تھا پان کے دو ٹکڑے اسے (خان موصوف کو) عطا کئے۔"

ایک امیر کی دعوت کو بادشاہ کی پذیرائی!

ایک مرتبہ آصف خاں نے اپنے گھر بادشاہ (جہانگیر) کو مدعو کیا۔ روؔ کے اندازے کے مطابق اس امیر کا گھر شاہی محل سے انگریزی ایک میل کی دوری پر واقع تھا۔ اس راستے پر مخمل اور ریشم

کے فرش بچھے ہوئے تھے۔ جب بادشاہ اس فرش پر چل کر نکل گیا تو اسے لپیٹ لیا گیا۔ اس ضیافت میں آصف خان نے ۶ لاکھ روپے صرف کئے تھے۔

برہانپور میں پرویز کا دربار:

دربار کے باہر دو قطاریں باندھ کر ایک سو گھوڑ سوار دونوں طرف کھڑے تھے۔ دربار کے اندر ایک اونچے دالان میں پرویز بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دالان گول تھا۔ اس کے سر کے اوپر ایک چھتری تھی اور سامنے قالین بچھی ہوئی تھی۔ تخت پر چڑھنے کے لیے نیچے تین سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں کی ایک قطار میں سے ہوکر رو اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور دور سے ایک کٹہرے کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا۔ کٹہرے کے قریب اس نے پہلی مرتبہ رسوم تعظیم ادا کئے۔ سر جھکائے ہوئے وہ کٹہرے کے اندر داخل ہوا۔ شہر کے تمام بڑے لوگ ہاتھ باندھے وہاں کھڑے تھے۔ وہاں ایک شاندار شامیانہ لگا ہوا تھا۔ اور نیچے زمین پر قالین بچھی ہوئی تھیں۔ رو کو یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں کھڑا ہو۔ لہٰذا وہ دائیں طرف بڑھا اور شہزادہ کے روبرو سیڑھیوں کے قریب جاکر کھڑا ہو گیا جن پر معتمدین کھڑے تھے اور جو کچھ شہزادہ کہتا تھا وہ قلم بند کر لیتے تھے۔

اپنے کو نیچے کھڑا ہوا دیکھ کر رو نے اوپر جانے اور جاکر شہزادہ کے قریب کھڑے ہونے کی اجازت مانگی۔ اس سے کہا گیا کہ اس بات کی اجازت نہ تو ترکوں کے بڑے بادشاہ اور نہ شاہ ایران کو، اگر وہ یہاں موجود ہوتے، دی جا سکتی تھی۔ رو نے یہ کہکر معذرت چاہی کہ وہ درباری رسوم سے ناواقف تھا لیکن رو سے دوبارہ یہ غلطی سرزد ہوئی جب اس نے یہ مطالبہ کیا کہ اسکے ساتھ "ویسا سلوک" کیا جائے جیسا کہ ترکی کے سفیروں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ یہ سن کر پرویز نے کہا کہ پہلے ہی سے اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جا رہا تھا۔

اس بات سے رو کو اطمینان نہیں ہوا۔ اس کے بعد بیٹھنے کے لیے اس نے کرسی کا مطالبہ کیا۔ اسے مطلع کیا گیا کہ دربار میں کسی شخص کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ استحقاق خصوصی کے مطابق اگر وہ ایسا چاہتا ہو تو شامیانہ کے روپہلی کھمبوں میں ٹیک لگا کر وہ آرام کرلے۔ بعد میں اسے اس بات سے مطلع کیا گیا کہ اگر وہ شہزادہ کے "قریب تک جانا چاہتا ہو" تو وہ کسی اور جگہ ایسا کر سکتا

تا لیکن مجھے دربار میں نہیں۔ (نومبر ۱۸ ؍ سنہ ۱۶۱۵ء)

شہزادہ خرم!

رو نے شہزادہ خرم کا کردار ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"وہ سنجیدہ تھا، رشوت خور، مغرور اور اپنی قوت کو جانتا تھا" ۹ ؍ نومبر سنہ ۱۶۱۶ء کی ایک رات کو جب وہ خیمہ زن تھا تو خرم نے رو کو اپنے خیمہ میں طلب کیا۔ اپنے ملازم کے ساتھ رو جلدی سے وہاں پہونچا لیکن شہزادہ سے ملاقات کرنے کے لئے اسے چھ گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔ جب اسے پیش کیا گیا تو اس وقت شہزادہ غسل خانہ میں پوری توجہ کے ساتھ تاش کھیلنے میں مصروف تھا۔ خرم نے اسے اپنا خلعت تفویض کیا" شہزادہ جس خلعت کو پہنے ہوئے ہو اسے کسی کو عطا کرنا یا اس کے کندھے پر اپنی ایک خلعت ڈالنا یہاں یہ بات بڑی نوازشوں میں شمار کی جاتی ہے" اس نے لکھا ہے۔

خسرو شہزادہ!

رو نے لکھا ہے کہ" چونکہ ایسا ایک وقت آئے گا کہ اس مملکت کا سب کچھ اشتعال کی لپیٹ میں آجائے گا۔ اگر سلطان خسرو نے اپنے موروثی حق کو حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو اس کی مملکت عیسائیوں کے لئے مقدس ایک مقام بن جائے گا۔ کیونکہ وہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان کا احترام کرتا ہے۔ ان کے علم و ادب، بہادری اور میدان جنگ میں ان کے ڈسیپلن کو سراہتا ہے اور ہر قسم کی خاطر و تواضع سے نفرت کرتا ہے اور اپنے آباء و اجداد اور امیروں کی رشوت خوری کو قابلِ نفرت سمجھتا ہے۔ اگر دوسرا (شہزادہ) خرم کامیاب ہوتا ہے تو ہم خسارے میں رہیں گے کیونکہ وہ اپنے عقیدے میں بہت راسخ العقیدہ ہے۔ وہ تمام عیسائیوں سے نفرت کرتا ہے۔ وہ متکبر، دقتِ نظر کا حامل، دروغ گو اور وحشیانہ طور پر ظالم ہے"

معتوب ایک شہزادہ:

اجمیر شہر سے جہانگیر جب اپنے پڑاؤ کی طرف جا رہا تھا جو شہر کے باہر دو کوس کی دوری

پر واقع تھا تو اس نے خسرو کے مکان کے سامنے اپنی سواری روکی اور اسے اپنی خدمت میں بلایا۔ شہزادہ اپنے ہاتھوں میں ایک تلوار اور چھوٹی سی ایک ڈھال لے کر حاضر ہوا۔ "اس کی داڑھی اس کے جسم کے نصف حصے تک بڑھی ہوئی تھی" اور اس نے تسلیمات ادا کئے۔ بادشاہ نے اسے بلا سوار کے ایک ہاتھی پر سوار ہونے اور اس کے عقب میں چلنے کا حکم دیا۔ غربا میں ایک ہزار روپے تقسیم کرنے کا بھی اس نے حکم دیا۔ آصف خاں اور دوسرے وزراء پیدل چل رہے تھے

(۳) دربار اور وہاں کے ضوابط

دربار اور تسلیمات کا بیان؛

سارا دربار تین حصوں میں منقسم تھا، ان میں سے ہر ایک کے چاروں طرف ایک کٹہرا تھا۔ پہلے کٹہرے میں رَو کو دو آدمی ملے اور وہ اسے آگے لے گئے۔ جب وہ پہلے کٹہرے میں داخل ہوا تو اس نے شہنشاہ کی خدمت میں پہلی بار تسلیمات ادا کئے، اور دوسری بار دوسرے کٹہرے میں پہونچکر اور تیسری مرتبہ جب وہ بادشاہ کے نزدیک پہونچ گیا تھا۔ دربار وسیع تھا۔ اور ہر طبقے کے لوگوں کا وہ مرجع تھا۔ سفراء، مملکت کے بڑے لوگ اور مخصوص حیثیت کے مسافر تیسرے کٹہرے میں کھڑے ہوئے تھے جو زمین سے بلندی پر بنایا گیا تھا جس پر ریشم اور مخمل کے شامیانے لگے ہوئے تھے۔ زمین پر عمدہ قالینیں بچھی ہوئی تھیں۔ "ارذال لوگ" جن کا عوام میں شمار ہوتا تھا۔ تیسرے کٹہرے میں جمع ہوتے تھے۔ اور عوام اس کے باہر معمولی دربار میں۔

شہنشاہ کا یوم ولادت؛

ایسے ایک موقع پر رَو دربار میں موجود تھا۔ (۲۰ ستمبر ۱۶۱۶ء کو اجمیر میں) ہونے والے وزن مقدس کی ادائیگی کے رسوم کے دیکھنے کا اس نے موقع کھو دیا۔ لیکن اس نے دوسرے جشنوں کا مشاہدہ کیا۔ پہلے موقع کے جشن کا بیان اجمالی ہے شاہی ہاتھی، سونے کی زنجیریں گھنٹیاں، سونے کے ہودے، چاندی کے ملمع جھنڈے، ایسے موقع کے مناظر تھے۔ ایسے ۱۲ ہاتھی بادشاہ کے سامنے سے گذرے، جن میں سے سب سے پہلے کے " ماتھے اور چھاتی کی چادروں میں یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔

دوسری مرتبہ (۱ ستمبر ۱۶۱۶ء کو) منڈو میں اس نے مکمل طور پر یہ جشن مشاہدہ کیا۔ ایک باغ کے وسط میں ایک مینار نصب کیا گیا جہاں ایک ترازو لٹکایا گیا۔ اس ترازو کی ڈنڈی پتلے سونے کی بنی ہوئی تھی اور پلڑے وزنی سونے کے۔ جن کے کناروں پر قیمتی پتھر لگے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے وہاں پہونچنے سے پہلے سارے امراء قالینوں پر بیٹھے ہوئے تھے اس موقع پر بادشاہ کا جسم الماسوں، یاقوتوں اور موتیوں وغیرہ سے لدا ہوا تھا جو بہت زیادہ بڑے اور چمکدار تھے۔ جہانگیر اپنی ہر انگلی میں تین انگوٹھیاں پہنے ہوا تھا۔ وہ ایک پلڑے میں چڑھا اور بیٹھ گیا اور اس کو تولا گیا۔ ہر وہ چیز جس سے اسے تولا گیا تھا اسے بڑی احتیاط سے اندر لے جایا گیا۔ چاندی کے علاوہ دوسری کسی چیز کو تولا نہیں گیا۔ سب سے پہلے چاندی کے بورے ایک پلڑے میں رکھے گئے اور انھیں چھ مرتبہ بدلا گیا۔ اس کے بعد طلائی زیورات اور بیش بہا پتھر لائے گئے جو بوروں میں بھرے ہوئے تھے اور انھیں پلڑے میں رکھا گیا۔ انھیں ہٹا کر ان کی جگہ پر طلائی ریشمی اور کتانی کپڑے، گرم مسالے اور ہر قسم کی چیزیں پوٹریوں میں رکھی گئیں۔

جب وزن ہو چکا تو بادشاہ پلڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور جاکر تخت پر بیٹھ گیا۔ وہاں سے اس نے بادام، اگری دار میوے، پھل اور گرم مسالے مجلس میں لٹائے جو چاندی کے ورقوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ پیٹ کے بل لیٹ کر شرفاء لوگ انھیں لوٹنے کے لئے آپس میں گتھم گتھا کرنے لگے۔ رات کے وقت بادشاہ نے اپنے امیروں کے ساتھ شراب پی۔

جشن نوروز (۱۱ مارچ ۱۶۱۶ء) :

دربار میں زمین سے چار فٹ کی بلندی پر ایک تخت کھڑا کیا گیا۔ اس کے پیچھے ۵۶ قدم طول اور ۴۳ قدم چوڑائی کا مستطیل نما زمین کا حصہ کٹہرے سے گھیر دیا گیا۔ اس کے اوپر شاندار شامیانے لگا دئے گئے۔ جن کے ستون سونے چاندی سے منڈھے ہوئے تھے۔ اس زمین کے اگلے اگلے سرے پر فارس کی قالینیں بچھا دی گئیں۔ اس شامیانے کے نیچے تمام شرفاء بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جمع ہو گئے۔ یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو تخت کی دائیں طرف کے چھوٹے کٹہرے میں تھے اور جنہیں احکام صادر ہوتے تھے۔

اس مربع زمین کے اندر چاندی کے مکانات نمائش کے ساتھ ساتھ بطور عجوبہ رکھے ہوئے تھے اور بادشاہ کی آرام کرسیوں میں موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ وہ تحائف اور نذرانے قبول کر رہا تھا۔ آخر میں بذات خود اس نے تحفے اور گھوڑے عطا کئے۔

بائیں سمت شہزادہ خرم کے لئے علیحدہ ایک خیمہ تھا۔ اس کی ساخت چوکور تھی اور لٹوں پر چاندی کی پرت چڑھی ہوئی تھی اور سیپی جڑی ہوئی تھیں۔ پردوں کے کپڑوں کے کناروں پر طلائی کپڑے لگے ہوئے تھے۔ اوپر حصے میں اچھے موتیوں کی ایک جھالر لٹکی ہوئی تھی۔ انار، نارنگی، ناشپاتی اور اسی قسم کے مصنوعی پھل اس پر لٹک رہے تھے۔ اس کے تخت کے آس پاس اشراف کے خیمے لگے ہوئے تھے۔

دربار میں اور اس کے باہر بادشاہ کو نذریں پیش کرنا!

دربار کی یہ رسم تھی کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا وہ اسے تحفے تحائف پیش کیا کرتا تھا۔ جن لوگوں کی بادشاہ تک رسائی نہ ہوتی تھی اور اس سے بات کرنے کا موقع نہ ملتا تھا وہ یا تو اپنے تحفے اندر بھجوا دیتے تھے یا نہ بھیجتے تھے۔ چاہے ایک ہی روپیہ کیوں نہ ہو وہ اس کو قبول کر لیتا تھا اور ان کا کام کر دیتا تھا۔ رو نے جہانگیر کی خدمت میں نذرانے میں ایک انگریزی گاڑی، انگریزی ایک گلوبند، چین کا بنا ہوا ایک خوبصورت پلنگ، جاپانی بکسے، اور دوسرے تحفے پیش کئے تھے۔ ان چیزوں کی ایک فہرست مرتب کر کے رضا بیگ نے دربار میں سنائی تھی۔ رو نے لکھا ہے کہ "یہ تحائف دربار میں پیش نہیں کئے گئے تھے بلکہ ان کی قیمت سنائی گئی تھی"۔ یہ بھی ایک دستور تھا کہ اگر بادشاہ کا کسی کے مکان کے سامنے سے گذر ہوتا تو مکان مالک بادشاہ کی خدمت میں کوئی نہ کوئی نذر پیش کرتا۔ یہ نذر "مبارک" کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ ایسے ایک موقع پر رو نے جہانگیر کی خدمت میں نقشوں کی ایک کتاب پیش کی تھی۔

شراب پی کر کوئی شخص غسل خانہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا!

حالانکہ شراب ایک "عام اور نمایاں برائی تھی" تاہم بعض موقعوں پر اس پر سخت

بندی عائد کردی جاتی تھی۔ اسی بنا پر شراب کے نشے میں کوئی شخص غسل خانے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کے منہ دربان سونگھتا تھا۔ اگر کوئی شخص اپنے ساتھ شراب پی کر جاتا تو اسے اندر جانے سے روک دیا جاتا۔ اگر بادشاہ کو غیر حاضری کا علم ہو جاتا تو وہ شخص بڑی مشکل سے کوڑے کھانے سے بچ سکتا تھا۔" یہ کوڑا ایک بڑا خطرناک آلہ تھا جس کے سرے کی چار طنابوں میں آہنی مہمیز کی خاردار پھرکیاں لگی ہوئی تھیں۔ نتیجتاً ایک کوڑا لگنے پر چار زخم ہو جاتے تھے۔"

پگڑیوں میں جہانگیر کی چھوٹی ایک تصویر لگائی جاتی تھی!

تمام بڑے لوگ (صرف وہی جن کو یہ دی جاتی تھی) اپنی پگڑیوں میں جہانگیر کی چھوٹی تصویر لگاتے تھے۔ ایک سنہرہ تمغہ کے علاوہ انہیں کچھ نہیں دیا جاتا تھا جو چھ پینس کے سکے کے برابر ہوتا تھا۔ اس کو سروں پر باندھنے کے لئے چار انچ کی ایک چھوٹی زنجیر لگی ہوئی تھی۔ اپنے خرچے سے وہ لوگ یا تو اس میں بیش بہا پتھر یا موتی جڑوا لیتے تھے۔

جائداد کی ضبطی کا قانون:

بادشاہ ہر شخص کی جائداد کا وارث تھا۔ ایک امیر کی حیثیت سے لوگ پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ شاہی لطف و کرم سے انھیں امیروں کے عہدوں تک ترقی دی جاتی تھی۔ رو نے لکھا ہے کہ "ان میں سے نہ تو کسی کے لئے رکھنے یا اضافہ کرنا ضروری تھا لیکن بادشاہ انھیں اتنی زیادہ زمین دیتا تھا کہ وہ اس کی لگان کی آمدنی سے اتنی تعداد میں گھوڑے رکھنے پر مجبور ہوتا تھا۔ ۲۵ پونڈ سالانہ فی گھوڑے کے حساب سے دیا جاتا تھا۔" رو نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک امیر کی وفات پر بادشاہ اس کے وارثوں (بیوی، بچوں) کے لئے گھوڑے، کپڑے اور دوسری چیزیں چھوڑ دیتا تھا۔ اس کے بیٹوں کو وہ کم مرتبہ منصبوں پر مقرر کرتا تھا۔ یعنی اگر ان کا والد شش یا ہفت ہزاری منصب دار تھا تو اس کے بیٹوں کو شش یا پنج صدی کا منصب عطا کیا جاتا تھا۔ لہٰذا انھیں از سر نو زندگی شروع کرنی پڑتی تھی۔

دربار میں سفراء کا لباس :

رو نے لکھا ہے کہ اس نے پہلے ہی اپنے ملک کا لباس پہننے کی اجازت لے لی تھی اس بات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بیرونی ممالک کے سفیروں کو اس بات کی اجازت لینا ضروری تھا کہ وہ اپنے وطن کے ملبوس زیب تن کر کے دربار میں حاضر ہوں۔

تاجر پہلے بادشاہ کی خدمت میں اشیاء پیش کرتے تھے :

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے بادشاہ کی خدمت میں چیزوں کو پیش کرنا اور متعلقہ "قیمت" پالینا اس ملک کا ایک دستور بن گیا تھا اس بارے میں رو نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ اس نے ایک تاجر کو روپے نہ ادا کیے جانے کی بادشاہ سے شکایت کی۔ جس نے بعض اشخاص کو چیزیں فروخت کی تھیں۔ جہانگیر نے جواب دیا کہ چونکہ اس تاجر نے سب سے پہلے اسے چیزیں نہیں دکھائی تھیں۔ اور قیمت نہیں لی تھی۔ اس کے برعکس اس نے اس کے بتلائے بنا اس کے نوکروں کو چیزیں دیدی تھیں اس لئے وہ (بادشاہ) اس بات کا ذمہ دار نہیں اگر اسے چیزوں کی قیمت ادا نہیں کی گئی۔ تاجر کی یہ خود اپنی ذمہ داری تھی فارس کے تاجر سب سے پہلے اپنی چیزیں بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی پسندیدہ چیزیں خرید لیتا اور جس چیز کو چاہتا وہ اپنے امیروں کو دیدیتا۔ اس کے سکریٹری ان کے نام اور اس کے عہدہ داران قیمت میں "کٹوتی" کر لیتے۔ اس فرد کی ایک نقل تاجر کو یہ کہکر دی جاتی کہ وہ جاکر متعلقہ چیزوں کی قیمت وصول کرلے۔ اس کے باوجود اگر کوئی فرد کی ادائیگی سے انکار کرتا تو ایک عہدہ دار اسے ادا کرنے پر مجبور کر دیتا۔

(باقی آئندہ)